



سوال

(123) میت کی نماز جو حالت مرض و غشی وغیرہ میں فوت ہو گئی

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میت کی نماز جو حالت مرض و غشی وغیرہ میں فوت ہو گئی، اس کے ادا کرنے کی کیا صورت ہے، اگر ادا نہ کیا جائے، تو میت کو مواخذہ ہوگا یا نہیں، اگر اس کا کفارہ ہے، تو کس قدر یا اس کے والی، اس کی جانب سے ادا کر سکتے ہیں ؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

میت کے ذمہ جو فرائض باقی رہ گئے ہیں، اُن میں سے روزہ کے لیے تو یہ امر ثابت ہوا کہ اس کا ولی اس کی جانب سے روزہ رکھے، صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ نَامَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهْ))

لیکن نماز کے بارہ میں ((نیابت)) ادا کرنا ثابت نہیں، بلکہ نسائی میں ابن عباس سے موقوف ثابت ہے۔ ((لَا يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ)) ”یعنی کوئی شخص کسی کی طرف سے نماز ادا نہ کرے۔“ نیل میں تحت روایت عائشہ رض اللہ عنہ کے مذکور ہے۔

((وَ اخْتَلَفُوا ذَلِكَ لِأَنَّهُ لَوْ لَوْ أَنَّ الْأَصْلَ عَدَمُ النِّيَابَةِ فِي الْعِبَادَةِ الْبَدَنِيَّةِ وَلَا تَحْتَ عِبَادَةِ لَا يَدْخُلُ النِّيَابَةُ فِي الْحَيَاةِ فَلِذَلِكَ بَعْدَ الْمَوْتِ الْأَنَا وَرَدَّ فِيهِ اللَّيْلُ فَيُتَشَبَّهُ عَلَى مَا وَرَدَ وَيَقْبَلُ النَّبِيُّ عَلَى الْأَصْلِ وَهَذَا حُجُوجُ الرِّجْحِ))

”یعنی اس امر میں علماء نے اختلاف کیا ہے ((نیابت)) روزہ ادا کرنا ولی کے ساتھ خاص ہے، یا غیر ولی بھی ادا کر سکتا ہے، اس واسطے کہ عبادت بدنیہ میں اصل بات یہ ہے، کہ کسی کی طرف سے ادا نہ کی جاوے، و نیز یہ ایسی عبادت ہے کہ زندگی میں ((نیابت)) ادا نہیں ہو سکتی، پس اسی طرح موت کے بعد بھی ادا نہ ہو سکے گی، مگر جس عبارت کے بارہ میں دلیل سے نیابت ثابت ہوئی، وہ اصل سے جدا ہو جائے گی، اور باقی عبادتیں (نماز وغیرہ) اپنے اصل قائم رہے گی۔“

اب رہی یہ بات کہ میت پر ان کی وجہ سے مواخذہ ہوگا، یا نہیں، سو اس کی نسبت یہ خیال کرنا چاہیے، جس عبادت کا ادا کرنا اپنے امکان قدرت میں تھا، اور باوجود اس کے ادا نہ کی گئی اُس پر ضرور مواخذہ ہوگا، اور جو قدرت و طاقت سے باہر تھی، اُس پر مواخذہ نہ ہوگا۔

((قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَا يُعْطَى اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وَسْطَ حَقِّهَا))



اگر غشی و بے ہوشی کے مریض کو فاقد ہوا، اور حواس میں درستی پیدا ہو گئی تو پھر نماز ادا نہ کی تو ضرور مواخذہ ہوگا، اور اگر افاقہ کی نوبت نہ آئی، بلکہ اسی حالت میں وفات پائی، تو پھر مواخذہ ہوگا۔ آیہ کریمہ: ((لَا يُكْفُ اللَّهُ نَفْسًا لِّخ)) عام و شامل ہے، بہت سے مسائل کا اس سے استخراج ہو سکتا ہے، واللہ اعلم

(فتاویٰ عمر پوری ص ۹) (عبد الجبار عمر پوری)

حافظ عبد الجبار عمر پوری

اص وطن عمر پور ضلع مظفر نگر ہے، بعد میں دہلی میں سکونت اختیار کر لی والد کا نام منشی بدر الدین ہے، حملہ علوم مولوی فیض الحسن سہارنپوری سے پڑھے، اور حدیث حضرت میاں صاحب سید نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) سے پڑھی کمال قوت حافظہ کے مالک تھے، آخری عمر میں بینائی نہ رہی تھی، مگر پھر بھی درسی کتابیں بڑی عمدگی سے پڑھایا کرتے تھے، سخن فہم اور شعر گو بھی تھے، درج ذیل کتابیں ان کے قلم سے نکلیں۔ (۱) "صمصام التوحید فی رد التقلید"۔ (۲) ارشاد السائلین فی مسائل الاثنین (۳) تذکیر الانخوان فی خطبہ الجمعہ بکل لسان (۴) ارشاد الانام فی فرضۃ الفاتحہ خلف الامام (۵) تبصرۃ الانام فی فرضیۃ الجمعۃ والفاتحہ خلف الامام، مدت تک "ضیاء السنہ" گلکھنہ کے ایڈیٹر رہے، ۵۷ برس کی عمر میں ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۶ھ میں وفات پائی، مولانا عبدالغفار حسن عمر پوری استاذ مدینہ یونیورسٹی میں ان کے پوتے ہوتے ہیں۔ (ترجمہ علماء حدیث ص نمبر ۱۶۰ طبع دوم)

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 05 ص 223-225

محدث فتویٰ